صد سالہ جوبلی فنڈ کی ادائیگی کا جائزہ اور قربانی کی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ / جنوری ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:

هُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ۝۱۰ (الصّف: ۱۰)

پھر فرمایا:

قرآن کریم میں متعدد جگہ اسلام کے عالمی غلبہ کی پیشگوئی کی گئی ہے اور یہ آیت جس کی میں نے تلاوت کی ہے ۔ اس میں بھی اس پیشگوئی کو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے غلبہ کے طور پر ظاہر فرمایا گیا ہے:۔ هُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ یہاں ضمیر آنحضرت ﷺ کی طرف پھیری گئی ہے اور دین کی طرف بھی پھیری گئی ہے۔ عموماً اس آیت کا ترجمہ آپ کو تراجم میں یہی ملے گا کہ وہ خدا جس نے اس رسول یعنی محمد مصطفی ﷺ کو دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ دین حق کا غلبہ تمام دیگر ادیان پر فرمائے ۔ لیکن یہ قرآن کریم کا ایک عجیب اسلوب ہے کہ جہاں جہاں آنحضرت ﷺ یا آپ کے بعد کتاب یا دین کا ذکر ملتا ہے وہاں ضمیر کو اس طرح کھلا چھوڑ دیا گیا کہ دونوں طرف ضمیر لگتی ہے اور قرآن کریم کی دوسری آیات اس بات کو تقویت دیتی ہیں کہ ضمیر کا دونوں طرف پھیرنا جائز ہے بلکہ مفہوم میں داخل ہے ۔ پس اس

پہلو سے میں سمجھتا ہوں اور کامل یقین رکھتا ہوں کہ یہاں جس غلبہ کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے، وہ صرف دین کا غلبہ نہیں بلکہ محمد مصطفی ﷺ کا غلبہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دین بے رسول کے بے حقیقت اور بے معنی چیز ہے۔ وہی دین آج بھی ہے لیکن رسول نہ ہونے کی وجہ سے اس کی مختلف شکلیں بنا دی گئی مختلف جہتوں سے اسکو دیکھا گیا اور ہر جہت سے وہ مختلف نظر آنے لگا۔ وہ ظاہر موجود ہے لیکن اس کی روح اٹھ گئی ہے۔ اس لئے دین کے ساتھ رسول کا ایک بہت ہی گہرا تعلق ہوتا ہے اور رسالت کے بغیر حقیقی دین دنیا میں نافذ ہو ہی نہیں سکتا اور جب دین بگڑے تبھی رسالت کے اعادہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ پس جب ہم کہتے ہیں کہ اس آیت میں اسلام کے غلبہ کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے تو مراد محض اسلام نام کے غلبہ سے نہیں بلکہ اس اسلام کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے جس کے مظہرِ اتم اور مظہرِ کامل حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ تھے، جن کے غلبہ کے بغیر محض دین کا غلبہ کوئی بھی حقیقت اور کوئی بھی معنی نہیں رکھتا۔ دین اسلام کا غلبہ اگر محمد مصطفیٰ کا غلبہ ہے یعنی آپ کی سنت کا غلبہ ہے، اس دین کا غلبہ ہے جسے آپ نے سمجھا، اور جسے آپ نے نافذ فرمایا تو پھر اس غلبہ کی قیمت خدا کی نظر میں ہے ورنہ اس غلبہ کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔

جماعت احمدیہ کا یہ دعویٰ ہے اور سچا ہے کہ اس عظیم الشان غلبہ کی جو پیشگوئی فرمائی گئی ہے اس کے لئے ہم غلامانِ محمد مصطفی ﷺ کو چنا گیا ہے کہ ہم اس غلبہ کو دنیا میں جاری کر کے دکھائیں گے اور اپنی زندگی کے وجود کا ہر حصہ اس غلبہ کی راہ میں لٹا دیں گے، اس غلبہ کی خاطر اپنی ساری طاقتیں صرف کریں گے اور جہاں تک ہم سے ممکن ہوگا انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی اس غلبہ کے دن نزدیک تر لانے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ اس پہلو سے ہماری غلبہ اسلام کی تیاری کی پہلی صدی تقریباً دو سال تک مکمل ہونے والی ہے اور بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اس تیاری کے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض بہت ہی خوبصورت اصطلاحوں کا اضافہ کیا۔ ان میں سے ایک اصطلاح یہ تھی کہ پہلی صدی احمدیت کی غلبۂ اسلام کی تیاری کی صدی ہے اور اس سے بعد میں آنے والی صدی انشاء اللہ تعالیٰ غلبہ کی صدی ہوگی اور پھر آخری صدی اس غلبہ کی تکمیل کی صدی ہوگی۔ اس پہلو سے جب ہم دیکھتے ہیں تو ان باقی دو سالوں میں ہمارے لئے تیاری کے کام اتنے پڑے ہوئے ہیں کہ وہ ہوش اڑانے والے ہیں۔ اتنا کام باقی ہے تیاری کا کہ جب اس

پر نظر پڑتی ہے ہر جہت سے تو اس وقت انسان کا وجود سکڑتے سکڑتے ایک ذرۂ بے محض رہ جاتا ہے جس کی طاقت میں کچھ بھی نہ ہو کیونکہ جب کام زیادہ ہوں تو اس کی نسبت سے اپنا وجود چھوٹا دکھائی دینے لگتا ہے اور زیادہ کام ہوں تو اپنا وجود اور چھوٹا دکھائی دینے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ جب میں کاموں پر غور کرتا ہوں تو ساری جماعت احمدیہ جو اس وقت کل عالم میں پھیلی پڑی ہے وہ سمٹتے سمٹتے میرے وجود سمیت ایک نقطۂ لاشئی دکھائی دیتی ہے جسے اللہ تعالیٰ کے براہ راست تسلط اور تقدیر کے بغیر دنیا میں وہ کام کرنے کی توفیق نہیں مل سکتی جس کا ارادہ لے کے ہم اٹھیں ہیں۔ اس پہلو سے جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمارا وجود لاشئی تک پہنچ کر نظر سے غائب ہونے لگتا ہے اور جب ایک اور پہلو سے دیکھتے ہیں تو اسی وجود کا کل عالم پر محیط ہو جانا ایک تقدیر مبرم دکھائی دیتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ جس ذرۂ لاشئی کو چن لیتا ہے کہ وہ غالب آئے اور وہ پھیلے تو اس کا کل عالم پر محیط ہونا ایک ایسی تقدیر ہے جو دنیا کی کسی قوت میں، طاقت میں نہیں ہے کہ وہ اسے بدل سکے یا اس کی راہ میں روک ڈال سکے۔

پس جہاں یہ غور ہمیں انکسار سکھاتا ہے وہاں اس انکسار کو مزید غور ایک عظیم اور نئی طاقت بھی بخشتا ہے اور وہ طاقت ہمارے وجود کی طاقت نہیں بلکہ خدا کے وجود کی طاقت ہے اور اسی میں ہماری ساری ترقی کا راز ہے۔ اس موازنے میں ہی وہ ہماری زندگی کا فلسفہ اور ہمارے غلبہ کا فلسفہ ہے۔ جب تک احمدی اپنے وجود کو انکسار کی حالت میں دیکھتے ہوئے لاشئی نہ سمجھنے لگے اور اس خلا کو جو اس کے وجود کے غائب ہونے سے پیدا ہوا ہے اسے خدا کی طاقت سے نہ بھر لے اس وقت تک وہ غلبہ جو ہمارے ذریعے مقدر ہے وہ منصۂ شہود پہ ابھر نہیں سکتا۔ وہ خواب کی دنیا میں رہے گا وہ حقیقت نہیں بن سکتا۔ انفرادی طور پر بھی یہ ضروری ہے اور اجتماعی کوششوں میں بھی یہ ضروری ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں سچی دعا پیدا ہوتی ہے۔ جب ایک انسان اپنے آپ کو لاشئی سمجھتا ہے اور جس مقصد کی خاطر اس نے کام کرنا ہے وہ سارا خدا کا مقصد ہے تو خدا اس کے وجود کو اپنے وجود سے بھرتا ہے۔ اس کے سب ارادوں میں خدا داخل ہونے لگ جاتا ہے۔ اس کی ہر کوشش میں خدا شامل ہو جاتا ہے اور پھر اس انکساری کے نتیجے میں دعا پیدا ہوتی ہے اور دعا بھی ایسی کہ جس میں سب کچھ خدا پہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اگر انسان اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہو مثلاً کچھ لوگ موٹر کو دھکا لگا رہے ہیں وہ نکل نہیں رہی تو وہ سمجھتے تو یہی ہیں کہ تھوڑے سے زور کی اور ضرورت ہے ایک مسافر ایک راہ گیر اگر شامل ہو جائے تو وہ تھوڑا سا زور

زائد مل جائے گا۔ تو وہ مطالبہ وہی کرے گا جس زور کی اس کو ضرورت ہے۔ ایک ہاتھ کی طاقت چاہئے تو ایک ہاتھ کو بلائے گا دو ہاتھوں کی طاقت چاہئے تو دو ہاتھوں کو بلائے گا لیکن اگر ایک وجود ایسا ہو جو اپنے کو کلیۃً لاشئی اور بے طاقت سمجھتا ہو اس کی دعا سب کچھ کے لئے ہوگی۔ اس کی التجا یہ ہوگی کہ مجھے ساری طاقت دو میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

تو طاقت میں جو قوت اور عظمت پیدا ہوتی ہے وہ انکسار کامل سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے غلبۂ اسلام کی صدی کی تیاری کے لئے میرا سب سے پہلا پیغام یہ ہے کہ ان معنوں میں اپنے اندر انکسار پیدا کریں اور ان معنوں میں اپنی دعاؤں کا معیار اونچا کرتے چلے جائیں اور دعاؤں کا دائرہ وسیع کرتے چلے جائیں اپنے لئے بھی اور جماعت کے لئے بھی۔ ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ سے کامل عرفان کے ساتھ یہ بات عرض کرتے رہیں کہ ہم حقیقت میں کچھ بھی نہیں اور سب کچھ تجھے دینا ہوگا ہر توفیق تجھ سے ہم نے لینی ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (الفاتحہ:۵) کے مفہوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ دعا کریں جو ایک معراج کی دعا ہے اور اس دعا کو لازمہ بنالیں۔ جو گزشتہ ہم سے کوتاہیاں ہوتی رہی ہیں اور جو آئندہ ہوسکتی ہیں ان سب کے لئے استغفار کی بھی ساتھ ضرورت ہے۔

اس پہلو سے ہم جب مختلف جہتوں میں جائزہ لیتے ہیں تو بہت ہی وسیع کام ہے جس کی یاددہانی کی جماعت کو ضرورت پڑتی ہے اور ایک خطبہ میں وہ ساری یاددہانی نہیں ہوسکتی۔ آج کے لئے میں نے ایک دو باتیں چنی ہیں جس میں سے اول بات اس وعدے کی یاددہانی ہے جو آپ نے سو سالہ جلسہ سالانہ یا سو سالہ جشن منانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی وساطت سے اپنے مولا کے حضور پیش کیا تھا۔ بظاہر تو آپ خلفاء کے سامنے وعدے کرتے ہیں مگر حقیقت میں تو اللہ سے وعدہ ہے خلیفہ کی ذات تو اس وعدے کے درمیان میں محض ایک وسیلے کا رنگ رکھتی ہے جہاں مرکزی نقطہ اختیار کر جاتے ہیں جماعت کے وعدے اور ایک اجتماعیت کی شکل میں پھر خدا کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ ورنہ ہر وعدہ ہمارا خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا ہو براہ راست اللہ کے حضور پیش ہو رہا ہوتا ہے۔ اس پہلو سے اس وعدے کی یاددہانی کروانے کی ضرورت پیش آئی ہے کیونکہ جیسا کہ میں مختصراً بیان کروں گا جو کام شروع کئے جاچکے ہیں بہت ہی وسیع کام ہیں اور اب تک ان کے اوپر جو خرچ ہو چکا ہے اس کے بعد مزید اخراجات کی ضرورت ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے اور جب سال جوبلی منانے کا آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ تو ساری دنیا

میں کم سے کم ایک سوممالک میں جماعت ایک عظیم الشان عالمگیر جشن منارہی ہوگی۔اس جشن کے لئے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس سال میں کتنے اخراجات کی ضرورت ہوگی اور جس رنگ میں ہم نے وہ،اسلامی رنگ میں اس جشن کو منانا ہے اس کے لئے بہت سی تیاریاں ابھی سے شروع ہیں جن پر اخراجات اٹھ رہے ہیں اور بڑی تیزی کے ساتھ وہ مطالبے زیادہ ہونے والے ہیں۔اس لئے ضروری ہے کہ آپ کو اب صد سالہ جوبلی کی طرف خصوصی توجہ دینے کی طرف یاددہانی کروائی جائے۔

جہاں تک بیرون پاکستان کے وعدہ جات کا تعلق ہے لیکن اس سے پہلے میں پاکستان کے وعدوں کا ذکر کروں عام طور پر ہمیشہ سے یہی ترتیب چلی آئی ہے۔ پہلے پاکستان کے وعدوں کا ذکر ہوتا ہے پھر بیرون پاکستان۔ پاکستان کی طرف سے کل وعدہ پانچ کروڑ چار لاکھ اُناسی ہزار آٹھ سوستر روپے کا تھا۔اس میں سے اب تک گزشتہ بارہ سال میں،کل چودہ سال کے اوپر یہ وعدہ پھیلا ہوا تھا چودہ سال کے اندر یہ وعدہ کیا جانا تھا یعنی وعدے کو پورا کرنا تھا۔اس تدریجی نسبت کے ساتھ وعدوں کی ادائیگی ہوتی تو بہت معمولی رقم باقی رہ جاتی مگر اب تک دو کروڑ چوراسی لاکھ اُنتیس ہزار آٹھ سو چھیاسی کی رقم پاکستان سے موصول ہوئی ہے۔گویا کہ وعدہ 56.32 فیصد وصول ہوا اور سال صرف دو باقی ہیں بلکہ واقعۃً اگر دیکھا جائے تو سال دو نہیں بلکہ ایک باقی ہے۔کیونکہ اس سال اگر وعدہ پوری طرح نہ ملے تو اگلے سال پھر تاخیر ہو چکی ہوگی اور جس سال جشن منایا جارہا ہوگا اس سال یہ تو نہیں کیا جاسکتا کہ ساتھ اخراجات ہورہے ہوں ساتھ فکر کی جارہی ہو کہ فلاں نے وعدہ پورا کیا یا نہیں کیا۔اس سے پہلے پہلے کلیۃً وعدے موصول ہو جانے چاہئیں۔اس سال کو اگر ہم مطمح نظر بنائیں کہ اس سال کے آخر تک اپنا وعدہ پورا کریں گے تو کچھ جیسا کہ عموماً دستور ہے کچھ حصہ جماعت کا مجبوراً پیچھے بھی رہ جائے گا اور وہ ہو سکتا ہے اگلے سال کے شروع کے چند مہینوں میں اپنا وعدوں کے ایفاء سے فارغ ہو جائے۔لیکن اگر اگلے سال کو بنایا گیا مطمح نظر کہ اگلے سال وعدے پورے کئے جائیں تو پھر مجھے خطرہ ہے کہ بہت ہی زیادہ تاخیر ہو جائے گی۔

جہاں تک بیرون پاکستان کا تعلق ہے،وعدہ 37,14,585 ڈالرز کا تھا یعنی جو بھی رقم بنی مختلف وقتوں میں،مختلف جگہوں میں ان کو ہم نے ایک کرنسی میں اکٹھا کر کے آپ کے سامنے رکھا ہے تا کہ آسانی ہو جائے ورنہ پھر بکھرے ہوئے وعدوں کو جو مختلف Currencies میں ہوں ان کو ایک جگہ جمع کیا ہی نہیں جا سکتا۔تو اگر ہم فرض کریں کہ سب وعدے ڈالرز میں تھے تو 37,14,585

کا وعدہ تھا۔اس میں سے اب تک وصولی 19,23,199 کی ہے یعنی پاکستان کے مقابل پر یہ کم ہے 51.77 فیصد وصولی ہے۔اس وصولی میں میرا خیال ہے کہ ایک رقم داخل نہیں کی گئی اگر وہ داخل کر لی جائے تو یہ وصولی بھی کم وبیش پاکستان کی وصولی کے برابر ہو جاتی ہے یعنی نسبت کے لحاظ سے اور اب ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کون پیچھے رہ گیا اور کون آگے بڑھ گیا۔

جہاں تک جماعت برطانیہ کا تعلق ہے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت برطانیہ سب دنیا کی جماعتوں میں نسبتی یا تناسب کی قربانی کے لحاظ سے آگے ہے یعنی کل وعدہ 37,14,585 میں سے دس لاکھ کا وعدہ صرف جماعت برطانیہ کا تھا، دس لاکھ پاؤنڈ کا جس کا مطلب یہ ہے کہ ڈالر کے لحاظ سے وہ نسبت ایک اور تین کی تقریباً بن جائے گی یعنی بیرون پاکستان ساری دنیا نے جو مالی قربانی پیش کی صد سالہ جوبلی میں اس میں انگلستان کی جماعت کا حصہ 33% سے بھی کچھ زائد بنتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی زیادہ، بڑی عظیم سعادت ہے ایک جو ایک تاریخی سعادت جماعت انگلستان کو نصیب ہوئی ہے۔لیکن اس سعادت میں سب سے زیادہ حصہ پانے والا شخص حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مرحوم ومغفور تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ساری جماعت انگلستان وعدہ 5,75,000 پاؤنڈ تھا اور صرف چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا وعدہ 4,25,000 پاؤنڈ تھا اور اس طرح یہ دس لاکھ کا وعدہ بنا۔ساری جماعت انگلستان میں اپنے وعدے میں سے اب تک صرف 50.5 فیصد وصولی پیش کی ہے اور چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے اکیلے سو فیصد وصولی پیش کر دی ہے یعنی وعدہ کل سو فیصد ادا فرما دیا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عجیب معجزانہ رنگ میں ظہور ہوا۔جس سے پتہ چلتا ہے کہ مالی قربانی پیش کرنے والے کے اخلاص کا بہت گہرا تعلق ہے اس توفیق سے جو اسے ادائیگی کی شکل میں ملتی ہے۔جتنا زیادہ خالص ہو انسان کا ارادہ، خدا کے حضور ایک چیز پیش کرنے کی تمنا جتنی زیادہ تقویٰ پر مبنی ہو اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی مدد وعدے کو پورا کرنے میں حاصل ہوتی ہے۔چوہدری صاحبؓ کا وعدہ چار لاکھ پچیس ہزار کا تھا لیکن بیماری تک کیفیت یہ تھی کہ اس میں سے اڑھائی لاکھ سے زائد رقم قابل ادا تھی اور جو ذرائع تھے وہ سارے ختم ہو چکے تھے تقریباً کیونکہ بہت بڑی رقم چوہدری صاحب کی انگلستان ہی کی ایک فرم ہضم کر چکی تھی اور جس کے ملنے کی کوئی امید باقی نہیں رہی تھی چنانچہ جب مجھے معلوم ہوا، میں پہلے بھی واقعہ بیان کر چکا ہوں بڑا دلچسپ واقعہ ہے۔تو ایک خواب کی بناء پر میرے دل

میں یہ امید پیدا ہوئی کہ یہ انشاء اللہ خدا تعالیٰ ان کی ایفائے عہد کی صورت پوری کرے گا۔

پاکستان میں ایک موقع پر غالباً فروری 1984ء کی بات ہے جب میں کراچی میں تھا تو چوہدری صاحبؓ کی علالت کی بہت ہی خطرناک اطلاع ملی کہ بظاہر ڈاکٹر زیہ کہتے ہیں کہ اب کوئی بچنے کی صورت باقی نہیں رہی اور خاص طور پر دعا کی جائے۔ میں مجلس سوال و جواب میں بیٹھا ہوا تھا کہ رقعہ ملا مجھے بڑا گھبرایا ہوا غالباً چوہدری حمید صاحب کا پیغام تھا بڑی سخت پریشانی کا کہ یہ شکل ہے اور فوری طور پر مجھے مطلع کیا جائے چنانچہ انہوں نے مجھے مطلع کیا۔ اس رات خاص طور پر چوہدری صاحبؓ کے لئے دعا کی توفیق ملی اور اس وعدے کو مدنظر رکھتے ہوئے خاص طور پر میں نے دعا کی کہ ان کو سرخرو فرما اور زندگی بھی بخش اور ایفائے عہد کی بھی توفیق بخش کیونکہ ساری عمر چوہدری صاحبؓ کے اوپر یہ داغ کوئی نہیں لگا سکتا تھا کہ کوئی وعدہ کیا ہو اور پورا نہ کیا ہو۔ لین دین کے معاملے میں انتہائی صاف کردار، بالکل بے داغ اور عظیم الشان نمونے کا کردار تھا۔ تو جس کا بندوں سے یہ معاملہ ہو خدا سے لین دین کے معاملے میں آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کا کیا حال ہوگا اور مجھے پتہ تھا کہ یہ فکر تھی ان کو جو لاحق تھی۔ چنانچہ اس رات اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خوشخبری دکھائی گویا ایک خط ہے جو میں پڑھ رہا ہوں اس میں ایک فقرہ ہے عربی میں جس کا مفہوم یہ تھا کہ اللہ اسے زندہ کرے گا یا خدا کی طرف سے ہم اسے زندہ کریں گے اور مہیا کریں گے۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ خواب میں بھی میرے ذہن میں یہ بات واضح ہے کہ ''حی'' کا لفظ جو زندگی سے تعلق رکھتا ہے، وہ ''ح'' حلوے والی جس کو کہتے ہیں اس ''ح'' سے ہے اور جو مہیا کرنا وہ شعشہ والی ''ہ'' ہے۔ لیکن خواب میں جب میں وہ خط کی عبارت پڑھتا ہوں گویا خدا کا خط ہے اور اس میں ایک خوشخبری دی گئی ہے وہ پڑھ رہا ہوں بڑی ''ح'' بھی جس کو ہم اُردو میں کہتے ہیں اور ترجمہ اس کا ساتھ یہ بھی کر رہا ہوں کہ ہم اسے زندگی بخشیں گے اور مہیا کریں گے۔ تو بعد میں جب میں نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ ''حی'' کے معنی بہت وسیع ہیں جیسے میں نے گزشتہ درس کے دوران بیان کیا تھا، اس میں مہیا کرنے کے معنی بھی پائے جاتے ہیں، وسعت عطا کرنے کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔ بہر حال ''حی'' کے لفظ میں خدا تعالیٰ نے مجھے خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بچا بھی لے گا اس خطرناک حالت سے اور وہ جو فکر لگی ہوئی ہے کہ ان کا وعدہ پورا نہ ہو وہ بھی دور فرما دے گا۔

چنانچہ میں نے فون کے ذریعے اطلاع کروائی لاہور کہ فکر نہ کریں مجھے اللہ تعالیٰ نے تو خوشخبری

دی ہے انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچ جائیں گے۔ چنانچہ بچ گئے اور یہاں آ کر خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق بخشی کہ اس معاملے کی پیروی کروں اور جسے تمام واقف کارلوگ کلیۃً کھوئی ہوئی رقم قرار دے چکے تھے کہ واپس آ ہی نہیں سکتی ۔ وکلاء بھی اور مالی امور کے واقف لوگ کے کوئی دباؤ نہیں ہے اس شخص پر ہمارا سب کچھ اپنے ہاتھ سے چوہدری صاحب لکھ کر اس کے سپرد اس طرح کر بیٹھے ہیں کہ کوئی دنیا کی قانونی طاقت اس سے اب نکلوا نہیں سکتی مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے چونکہ یہ خوشخبری تھی میں نے کہا نہیں کوشش کرتے رہو۔

گزشتہ ایک موقع پر میں نے بتایا کہ مجھے یاد یہ تھا کہ چوہدری صاحب کا وعدہ جو باقی ہے دولاکھ اَسی ہزار ہے اور یہی میرے ذہن میں تھا اور میں نے جماعت کو خوشخبری دی کہ الحمدللہ کہ اس فرم نے جو مکان ہمیں دیا اس کے بدلے میں وہ دولاکھ کا تھا اس وقت تک وہ مکان نہیں بکا جب تک دولاکھ اَسی ہزار کا نہ ہو گیا۔ بعد میں مجھے پتہ چلا دولاکھ اَسی کا وعدہ نہیں تھا، دولاکھ ساٹھ ہزار کا تھا میں تو جماعت کو بتا چکا تھا کہ اس میں اعجازی نشان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعینہٖ اتنی رقم مہیا فرمائی جتنی ضرورت تھی۔ اس وقت مجھے تعجب ہوا کہ یہ پھر بیس کا فرق کیوں پڑا۔ چند دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے سمجھا دیا کہ یہ فرق کیوں پڑا کیونکہ اس کے بعد چند دن کے بعد وکلاء کی طرف سے چٹھی ملی کہ ہماری بیس ہزار فیس دینی نہ بھولیں۔ پانچ ہزار پہلے ادا ہوئی تھی، پندرہ ہزار بعد میں، اس کے لگ بھگ رقم جو فیس اور واجب الادا چندہ ملا کر بعینہٖ وہی رقم بنتی تھی جو ادا کرنی تھی۔

بڑے نشان ہیں ان باتوں میں خدا کی طرف سے۔ جماعت کے لئے حوصلہ افزائی ہے کہ دیکھو خدا کس طرح اپنی جماعت کے ایک ایک بندے کے دل پر نظر رکھتا ہے۔ اجتماعی طور پر اس جماعت کی کیا قیمت ہو گی خدا کے نزدیک اندازہ تو کریں بلکہ اندازہ نہیں کر سکتے۔ آپ کے لئے خوشخبری یہ بھی ہے کہ آپ اگر اپنے خلوص کے معیار کو بڑھائیں تو ان فکروں سے خدا آپ کو نجات بخشے گا کہ کس طرح ادائیگی ہونی ہے۔ اس لئے اگر پہلے وہ معیار نہیں بھی تھا تو اب یہ معیار لے کر دوبارہ نئے ارادے سے خدا کے حضور اپنے وعدوں کی تجدید کریں کہ اے خدا! ہم سے جو غفلت ہوئی سابقہ اب تک ہم نے ان وعدوں کی ادائیگی سے کوتاہی کی ہے یا غفلت کی ہے، پوری اہمیت نہیں دی تو ہمیں اس کی معافی عطا فرما اور آئندہ ہمیں توفیق بخش کہ ہم تیری رضا کے مطابق اس وعدے کو اس سال کے اندر اندر ادا کر دیں۔ غیب سے خدا سامان پیدا فرماتا ہے اور غیب پر ایمان لانے کی تعلیم سورۃ بقرہ کی

آیت میں ہے اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (البقرہ:۴) آغاز میں ہی ہے۔ یہاں اس غیب کا بہت وسیع مفہوم ہے ایک یہ بھی ہے کہ مومن اس لئے غیب پر ایمان لاتے ہیں کہ ان کے سامنے غیب ہمیشہ حقیقت بنتا رہتا ہے۔ جو غیروں کے لئے غیب رہتا ہے یعنی جو سامان نہیں مہیا ہوسکتا وہ نہیں مہیا ہوسکتا۔ مومن اس لئے ایمان لاتے ہیں کہ خدا اس غیب کو حاضر میں تبدیل فرماتا رہتا ہے ان کے لئے اور وہ کامل ایمان رکھتے ہیں کہ مستقبل کے خدا کے وعدے اسی طرح غیب سے حاضر میں تبدیل ہوتے رہیں گے۔ جو چیز دنیا کو نظر نہیں آرہی وہ مومن کی یقین اور ایمان کی آنکھ دیکھ رہی ہوتی ہے کہ ہے اور لازماً ہوگی۔ اس یقین کے ساتھ جب آپ دعا بھی کریں گے اور اپنے ارادوں میں ایک تجدید پیدا کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے وعدے ضرور پورے ہوں گے۔

صد سالہ جوبلی کے سیکرٹری کی طرف سے بڑی پریشانی کی رپورٹیں ملتی رہی ہیں کہ دیر ہو رہی ہے اور جو سیکرٹریان ہیں مختلف جماعتوں میں وہ بھی پریشانی کی اطلاعیں دے رہے ہیں۔ لیکن مجھے تو کامل یقین ہے کہ جو خدا یہ نمونے دکھا چکا ہے اس پہ بدظنی کا تو کوئی حق ہی نہیں بنتا بلکہ گناہ کبیرہ ہے بدظنی اپنے نفس پر بھی حسن ظن کریں اور خدا پر تو حسن ظن مومن کا ہوتا ہی ہے اور بظاہر جو بات مشکل دکھائی دیتی ہے ارادہ کریں کہ ہم نے اس کو پورا کر کے دکھانا ہے تو اس طرح اگر اس سال کے آخر تک بقیہ رقمیں پوری ہو جائیں تو امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ پھر باقی جو کام ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ خود بخود چلتے رہیں گے کیونکہ فکریں کام کے معاملے میں اتنی زیادہ ہیں کہ وصولی کو اجازت نہیں ہونی چاہئے کہ یہ بھی فکر بن کر ساتھ ساتھ انسان کو پریشان کرتی رہے۔ جو کام ہونے والے ہیں وہ ہی بہت زیادہ ہیں۔ اتنا وقت ہی نہیں ملتا توجہ دینے کا کہ اب یہ بھی فکر کریں کہ وصولی کہاں سے ہوگی۔ اس لئے جماعت کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ کرتا ہوں۔

اس ضمن میں ایک اور ضروری بات بھی بتانے والی ہے کہ ہر قسم کے لوگ اپنے کاموں میں، اپنے کاموں کو پورا کر کے دکھانے میں مختلف چالاکیاں کرتے رہتے ہیں۔ ان کو ہم بددیانتیاں نہیں کہہ سکتے، ہوشیاریاں ہیں اور بعض جماعتوں کے سیکرٹری بھی یہ ہوشیاریاں کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً وعدہ اگر دس لاکھ کا ہے تو جن لوگوں نے دس لاکھ کا وعدہ کیا تھا انہوں نے اگر سات لاکھ ہی ادا کیا ہوا اور اس عرصے میں تین لاکھ کے وعدہ کرنے والے اور پورا کرنے والے مزید پیدا ہو چکے ہوں تو واقعۃً ان کو

یہ بتانا چاہئے کہ ہمارا دس لاکھ کا وعدہ پورا نہیں ہوا، سات لاکھ اس میں سے ادا شدہ ہے اور بقیہ ہمارے ذمہ ہے اور یہ تین لاکھ اللہ تعالیٰ نے زائد عطا فرمایا ہے لیکن وہ چالا کی یہ کرتے ہیں کہ جب دس لاکھ کی رقم پوری ہوئی کہہ دیا کہ وعدہ پورا ہو گیا حالانکہ نہیں ہوا۔ وعدہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے کیا تھا۔ اس کے مجموعے کا نام ہے وہ وعدہ جو پہلے آیا ہے۔ بعد میں خدا تعالیٰ دو طریقے سے اس وعدے کو بڑھاتا رہتا ہے اور ان کو یہ اطلاع کرنی چاہئے تھی شروع میں کہ اب ہمارا وعدہ دس نہیں رہا، گیارہ ہو گیا، بارہ ہو گیا، تیرہ ہو گیا۔ چونکہ خدا وعدوں کو بڑھاتا رہتا ہے اور وہ بڑھائے ہوئے وعدے یہ سیکرٹری جان بوجھ کے شمار نہیں کرتے تاکہ مشکل نہ پڑ جائے بعد میں۔ اس لئے بظاہر وعدے پورے ہو رہے ہوتے ہیں لیکن عملاً نہیں ہو رہے ہوتے۔ ہر جگہ لوگوں کی یہی عادت ہے۔ ہمیں پتہ ہے زمیندارے کا کہ وہاں مثال کے طور پر اگر سوا ایکڑ فصل کاشت ہوئی ہے اور بجٹ میں اَسی تھی کہ اَسی ایکڑ کاشت ہو گی تو مینیجر صاحبان حتی المقدور کوشش کرتے ہیں کہ بقیہ بیس کا پتہ نہ چلے تاکہ وہ جو Average اوسط پیداوار انہوں نے بتائی ہے کہ ہم نے کرنی ہے اس دفعہ وہ پوری ہو جائے۔ یعنی اگر دس من فی ایکڑ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم دکھائیں گے، فی ایکڑ دس من پیداوار کریں گے تو اَسی ایکڑ پہ دس من فی ایکڑ پیداوار کے نتیجے میں آٹھ سو من پیدا ہو گی۔ لیکن اگر بیس ایکڑ بڑھا دیئے گئے تو آٹھ سو نہیں بلکہ ہزار من ہونی چاہئے لیکن چونکہ وہ ہزار من پیدا نہیں ہوتی سوا ایکڑ میں سے کم پیدا ہوتی ہے۔ آٹھ من فی ایکڑ اوسط پیدا ہو جاتی ہے مثلاً تو کل اوسط آٹھ سو من کل مقدار زمیندارہ پروڈکشن کی خواہ وہ گندم ہو خواہ وہ کپاس ہو آٹھ سو من بن جائے گی، آٹھ من فی ایکڑ کے حساب سے سوا ایکڑ لگا ہوا ہو تو آٹھ سو من بن جاتی ہے۔ اور اگر مالک کو یہ پتہ نہ ہو کہ اَسی ایکڑ نہیں بلکہ سوا ایکڑ کاشت کی گئی تھی تو یہی سمجھے گا اور بہت خوش ہو گا کہ اس مینیجر صاحب نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور دس من فی ایکڑ کی کاشت پوری کر کے دکھا دی۔ بعض دفعہ ان کی چالا کی کام آجاتی ہے بعض دفعہ نہیں آتی مگر آپ کی چالا کی کام نہیں آنی اگر آپ کریں گے کیونکہ مالک میں نہیں ہوں مالک اللہ ہے۔ اس کو پتہ ہے کہ کتنی ایکڑ کاشت ہوئی ہے اور اس کو پتہ ہے کہ اوسط کیا نکل رہی ہے۔ اس لئے خدا سے جو چالا کی کرنے والا ہے اگر وہ شرارت سے کرتا ہے تو اُس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ

وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (البقرہ:۱۰)

بیوقوفوں کو پتہ ہی نہیں کہ خدا سے چالاکیاں ہو نہیں سکتیں اور اگر وہ مومن ہیں تو ایسے سخت لفظ میں اللہ نہیں فرماتا لیکن تقدیر اس پر ہنستی اور مسکراتی ضرور ہو گی کہ کس کو غلط خبریں دے رہا ہے۔ جس کو پیش کر رہا ہے وہ خلیفہ تو نہیں ہے وہ تو خدا ہے اور خدا سے کچھ چھپا ہوا ہی نہیں ہے۔ اس لئے یہ چالاکیاں ہیں ہی بے کار، بے معنی ہیں۔ اگر اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کوشش کریں گے تو لازماً کل وعدے سے زیادہ رقم آنی چاہئے اور ضرورت بھی زیادہ کی ہے۔

اس لئے اگر جماعت انگلستان کا وعدہ دس لاکھ کا تھا جس میں سے تقریباً نصف چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ پورا فرما بھی چکے ہیں تو بقیہ آپ کی جماعت میں ایسے نوجوان ہیں جو بعد میں آ کر برسرِ روزگار ہوئے۔ گزشتہ بارہ سال میں نئی نسلوں میں سے بہت سے نوجوان ہیں جو اس تحریک کے آغاز کے بعد برسرِ روزگار ہوئے اور غلطی سے وہ اس وعدے میں شامل نہیں ہو سکے، لاعلمی کی وجہ سے شامل نہیں ہو سکے۔ بہت سے ایسے ہیں جو پہلے اخلاص کے معیار میں کمزور تھے اور اب خدا کے فضل سے بہت آگے بڑھ گئے ہیں۔ وہ سابقہ اخلاص کے معیار کی کمزوری کی وجہ سے شامل نہیں ہو سکے۔ بہت سے نئے احمدی ہوئے ہیں اور ان کو مالی قربانی میں فوراً شامل کرنا ان کی زندگی کیلئے، ان کی بقا کیلئے ضروری ہے۔ ان کی طرف توجہ دینا ضروری ہے ان کو بتانا چاہئے کہ اتنی عظیم الشان تحریک جو سو سالہ جشن سے تعلق رکھتی ہے اور گزشتہ سو سال کی تاریخ میں آپ کی قربانی شامل ہو جائے گی۔ احمدیت کے آغاز کے پہلے دن سے لے کر اس جشن کے سال تک خدا تعالیٰ آپ کی قربانی کو سارے سالوں پر پھیلا دے گا کیونکہ آپ کی نیت Back Dated قربانی کی بھی ہے ماضی سے تعلق رکھنے والی قربانی بھی۔ تو اتنی عظیم الشان قربانی کا وقت ہو اور آپ ان بے چاروں کو محروم رکھیں جو نئے خدا تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں، یہ بھی ناجائز بات ہے، یہ ظلم ہے ان لوگوں پر۔

اس لحاظ سے جب ہم دیکھیں تو وعدہ بڑھانے والی بہت سی شکلیں دکھائی دیتی ہیں۔ اس کے مقابل پر ایک وعدہ کم ہونے والی شکل بھی ہے۔ بعض لوگ اس چودہ سال کے عرصے میں وعدہ کر کے فوت ہو گئے اور وہ ابھی وعدہ پورا نہیں کر سکے یا جماعتیں چھوڑ کر کسی اور جماعت میں چلے گئے۔ ان دو شکلوں پر اگر غور کیا جائے تو جو لوگ فوت ہو چکے ہیں ان سے بہت زیادہ یہ نئے آنے والے

ہیں۔لیکن جوفوت ہو چکے ہیں ان سے بھی وصول کرنا چاہئے اس رنگ میں کہ ان کی اولاد کو توجہ دلائی جائے اور بالعموم احمدیوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ جب اولاد کو بتایا جائے کہ آپ کے والدین ایک نیک ارادہ لے کر اٹھے تھے وہ وفات پا گئے اور توفیق نہیں پا سکے کہ اس وعدے کو پورا کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں جو والدین سے تعلق ہے بچوں کو اور اطاعت اور محبت کا جذبہ پایا جاتا ہے اور ویسے نیکی کی روح پائی جاتی ہے اکثر صورتوں میں آپ دیکھیں گے کہ وہ وعدے پورے ہو جائیں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے وعدہ پورا کرنے کے سلسلے میں بھی اولاد نے بڑا تعاون کیا یہ تفصیل یہاں بتانے کا موقع نہیں۔لیکن پوری اطاعت کی روح دکھائی ہے اور پورا جذبہ دکھایا ہے کہ جس طرح بھی ہو یہ وعدہ بہر حال پورا ہو۔اور انہوں نے کہا اگر کوئی ہمارا حق بنتا ہے اس روپے میں ہم چھوڑ دیتے ہیں کلیۃً ، ہرگز ہمیں ایک آنہ بھی نہ دیا جائے بلکہ چوہدری صاحب کا وعدہ پورا ہونا چاہئے۔تو یہی روح اللہ کے فضل سے جماعت میں پھیلی ہوئی ہے۔

پھر جو جماعت چھوڑ کر کہیں اور جاتے ہیں اس کی بجائے خدا اور باہر سے بھیج دیتا ہے بلکہ بعض صورتوں میں زیادہ بھیج دیتا ہے۔چنانچہ اب پچھلے دنوں پاکستان میں جو احمدیت پر مظالم توڑے گئے اس کے نتیجے میں بہت سے نوجوان ایسے ہیں، بعض صورتوں میں بڑی عمر کے دوست بھی جن سے زیادہ تکلیفیں برداشت نہیں ہوئیں اور وہ غیر ملکوں میں آ گئے ہیں۔انگلستان میں کم لیکن بہت سے دوسرے ملکوں میں زیادہ تعداد میں پہنچے ہیں۔تو وہ بھی ایک مزید ہے اضافے کا موجب کیونکہ اکثر ان میں وہ ہیں جن کو پاکستان میں اس چندے میں شامل ہونے کی توفیق نہیں ملی تھی اور اگر ملتی بھی تو بہت کم ملتی کیونکہ ان کی مالی حالات ایسے غیر معمولی نہیں تھے کہ کوئی بہت بڑھ چڑھ کر چندہ دے سکیں۔جن ملکوں میں آ کر وہ اب خدمت سرانجام دیتے ہیں وہاں کا اقتصادی معیار بلند ہے۔اس لئے ان کا جو چندہ ہے وہ مستزاد ہے پچھلے چندے کا جس کا میں پیچھے ذکر کر چکا ہوں۔اس لئے کسی پہلو سے بھی آپ دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے چندے میں کمی کی کوئی شکل نہیں آنی چاہئے، کمی کا کوئی احتمال نہیں نظر آتا۔لازماً یہ چندہ وعدے کی نسبت بہت بڑھ کر وصول ہوگا۔اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی توفیق سے۔

اس لئے کمر ہمت باندھیں اور پورے زور سے اس کی طرف جس طرح War Footing

کہتے ہیں جہاد کی روح کے ساتھ ساری دنیا میں عظیم الشان تحریک چلائیں کہ سب احمدی اللہ کے فضل کے ساتھ اس سے دعائیں مانگتے ہوئے اس طرح وعدے پورے کریں کہ خدا کی نصرت کا ہاتھ ان کو دکھائی دے۔ خدا کا پیار وہ اپنے دل میں محسوس کریں اور وعدے پوری کرنے کی ایسی شکل ہو کہ وعدے کا جو لطف آئے گا وہ تو آئے گا، وہ خدا کی نصرت کو اس طرح دیکھیں اپنے تائید میں ظاہر ہوتے ہوئے کہ اللہ کی محبت میں بھی وہ پہلے سے بڑھ جائیں۔ اور یہ جو صورتیں ہیں یہ بہت ہیں کثرت سے جماعت میں۔ تقریباً ہر روز ہی یا کم و بیش ہر روز ایسے خطوط مجھے ملتے ہیں جن میں ایک وعدہ دہندہ جو بڑے اخلاص سے وعدہ کر چکا تھا مجھے مطلع کرتا ہے کہ کس طرح غائبانہ رنگ میں خدا تعالیٰ نے وہ وعدہ پورا کرنے کی توفیق بخشی۔ غیبی ہاتھ اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک دو کو نظر نہیں آتا۔ لاکھوں ہیں جماعت میں جن کو خدا کا غیبی ہاتھ دکھائی دے چکا ہے اور ان کا غیب پر ایمان لانا بالکل مختلف مضمون بن گیا ہے اس غیب پر ایمان لانے سے جو ایک عام آدمی قرآن کا ترجمہ پڑھتے ہوئے غیب سمجھتا ہے۔ وہ اس طرح کا غیب سمجھتا ہے کہ اس کا مضمون ہی اس کے لئے غائب رہتا ہے ہمیشہ۔ سب کچھ غائب ہی ہے لیکن اس پر ایمان لانے کا فائدہ کیا ہے جو غائب ہی رہے ہمیشہ۔

خدا قرآن کریم میں جس غیب پر ایمان لانے کی تاکید فرماتا ہے، وہ غیب وہ ہے جس کو ہم دیکھ رہے ہیں اللہ کے فضل سے۔ ہر غیب کو خدا اپنی تقدیر سے حقیقت میں تبدیل فرماتا رہتا ہے۔ اس رنگ میں یہ بھی دعا کریں خدا آپ کو اس رنگ میں وعدہ پورا کرنے کی توفیق بخشے کہ آپ خدا کا غیبی ہاتھ دیکھیں اور اُسے چومیں اس ہاتھ کو، اس پہ اپنی روح فدا کریں، نچھاور کریں اپنی جان کہ اے خدا! تو ہی ہے جو وعدوں کو پورا فرمانے والا ہے اور پھر اس آیت کا ایک نیا مفہوم آپ پر ظاہر ہوگا اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (آل عمران: ۱۹۵) کہ ہم کہاں سے وعدہ پورا کرنے والے ہیں تو ہے جو وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا اور تیری اس صفت کی وجہ سے کہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا جو تجھ پر ایمان لانے والے ہیں ان کو بھی عکس کے طور پر تیرے ظل کے طور پر ہمیں یہ توفیق مل گئی ہے کہ ہم بھی اپنے وعدے کو پورا کرنے والے ہیں مگر تیری طاقت سے نہ کہ اپنی طاقت سے۔

اس کا جو دوسرا حصہ ہے وہ میں انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں بیان کروں گا کیونکہ ابھی ایک دو موازنے اور پیش کرنے والے ہیں۔ اس میں صرف وعدے پورے کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ بہت ہی

عظیم الشان کام ہے جس میں جماعت کے ہر فرد کو حصہ لینا ہوگا اور اس کے بغیر یہ عظیم الشان کام ہو ہی نہیں سکتا۔ **جو صد سالہ جوبلی کی تیاری ہے وہ جشن کی تیاری نہیں ہے حقیقت میں بلکہ وہ آئندہ صدی میں اسلام کے غلبۂ نو کی نئی مہم جاری کرنے کی تیاری ہے۔ اس لئے تشکر کا ہر ذریعہ اپنی ذات میں اسلام کی فتح کے دن کو قریب لانے کا ایک ذریعہ ہے۔** اس کی تفاصیل تو ایک خطبہ کا تو سوال نہیں کئی خطبوں میں پھیلانی پڑے گی لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ خلاصۃً بعض اہم امور کی طرف آپ کو انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں متوجہ کروں کہ مالی قربانی کے ساتھ نفوس کی قربانی آپ نے کس طرح پیش کرنی ہے اور کیا کیا آپ سے تقاضے ہیں۔ کچھ ڈھانچہ آپ کو بتایا جائے کہ کیا ہونے والا ہے۔ آپ کے دل میں بھی تا کہ ایک گرم خون دوڑے اور آپ کو Excitement ہو، ہیجان آجائے آپ کے دل میں کہ او ہو! اتنا بڑا عظیم الشان سال اتنا قریب پہنچ گیا ہے ہمیں تو تیز دوڑنا چاہئے۔ اس لئے اس خیال سے انشاء اللہ کچھ اپنی فکروں میں آپ کو بھی شامل کیا جائے گا۔ مگر آئندہ خطبہ میں اب وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔

جہاں تک انگلستان کی مجموعی قربانی کا تعلق ہے میں نے بیان کیا ہے۔ چوہدری صاحبؓ کی قربانی شامل کر لی جائے تو پچاس فیصدی سے بہت بڑھ جاتا ہے تناسب ادائیگی کا۔

مغربی جرمنی خدا کے فضل سے ان ملکوں میں سے ہے جو مالی قربانی میں پیش پیش ہے ہر پہلو سے اور باوجود اس کے کہ کوئی خاص وہاں تحریک نہیں چلائی گئی وہ نوجوان ہمارے جو ویسے تو اکثر اُن میں سے مزدور پیشہ ہیں، بہت معمولی معمولی کام ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کے پاس کچھ بھی کام نہیں، لیکن جذبہ بہت ہے۔ اب تک وہ 68.82 فیصد ادائیگی کر چکے ہیں اور یہاں بھی آپ کو وہی شکل نظر آئے گی کہ بہت سارے ایسے ہوں گے جو نئے آنے والے ہیں جن کے وعدے ابھی باقی ہیں۔ اگر اس پہلو سے دیکھا جائے تو ابھی بہت بڑی رقم جرمنی سے قابل وصولی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے ان نوجوانوں کی اس روح کو زندہ رکھے۔

ڈنمارک چھوٹا ملک ہے اور قربانی کے لحاظ سے درمیانہ۔ کچھ نوجوان آپس میں کچھ الجھے ہوئے، کچھ کئی قسم کی کمزوریاں بھی ہیں لیکن اللہ فضل فرمائے بالعموم معیار اتنا برا نہیں ہے۔ لیکن پچاسی فیصد جو وصولی ظاہر ہو رہی ہے یہ وعدے کے لحاظ سے تو بہت اچھی بات ہے لیکن جو گنجائش ہے اس کے لحاظ سے یہ مناسب نہیں ہے۔

بعض ملکوں میں آپ کو فیصد وصولی بہت دکھائی دے گی۔ لیکن جو حالات کو جانتے ہیں جب وہ تفصیلی نظر سے مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وعدہ معیار سے چھوٹا تھا۔ اس لئے وصولی زیادہ دکھائی دے رہی ہے۔ اگر وعدہ معیار کے مطابق ہو پوری طاقت کے مطابق پھر وصولی زیادہ ہو تو وہ ہے اصل شان ہے۔ تو انگلستان کا وعدہ ہے مثلاً دس لاکھ وہ واقعۃً چھتیس لاکھ میں سے دس لاکھ ایک بڑا وعدہ ہے خدا کے فضل کے ساتھ۔ وہاں وصولی جو ہے وہ واقعی ایک معنی رکھتی ہے۔

سویڈن بہت سے پہلوؤں سے ڈنمارک سے گرا ہوا ہے اور اس مالی قربانی میں دونوں پہلوؤں سے گرا ہوا ہے یعنی وعدے میں بھی کمزور اور وصولی میں اور بھی زیادہ کمزور۔ صرف 41 فیصد یعنی ڈنمارک سے آدھا فیصد ہے ان کی قربانی اور دعا کریں اللہ ان ممالک کو توفیق بخشے کہ وہ اپنا حال درست کریں۔ جس طرح ساری دنیا میں بیداری پیدا ہو رہی ہے، نیا عزم آ رہا ہے اور متحد ہو رہی ہے جماعت خدا تعالیٰ ان کو بھی توفیق بخشے۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ گویا سکینڈے نیوین Scandinavian ممالک کی یہی حالت ہے۔ ناروے اللہ کے فضل سے بالکل مختلف ہے۔ بیداری کے لحاظ سے بھی مختلف، دعوت الی اللہ کے لحاظ سے جو خصوصیت کے ساتھ، بہت ہی توجہ ہے اللہ کے فضل سے اور اس گزشتہ سال عربوں میں کامیاب تبلیغ کے لحاظ سے ناروے کا نمبر بڑا ہی نمایاں تھا۔ اور اس سال کا آغاز بھی ان کا اسی طرح ہوا ہے خدا کے فضل سے۔ تین بیعتیں مجھے موصول ہوئیں، تین میں سے دو عربوں کی تھیں، چند دن پہلے۔ تو چونکہ وہاں عربوں کے ساتھ خصوصیت سے رابطہ کیا جاتا ہے اور بڑی مؤثر تبلیغ ہو رہی ہے اور بعض نوجوان خدا کے فضل سے بہت ہی پیش پیش ہیں۔ اس لئے مجھے خیال آیا کہ مبارکباد کے لئے فون کروں ان کو تاکہ حوصلہ افزائی ہو۔ تعداد تو دو ہی ہے بظاہر لیکن اللہ کے فضل جب نازل ہوتے ہیں تو بعض دفعہ ایک ایک کے اوپر دل شکر سے بھرتا ہے۔ خدا کا ایسا عجیب کام ہے بعض دفعہ کہ اگر خالص اس کی خاطر ایک کام کیا جائے تو وہ اس کی جزا دینے میں دیر نہیں فرماتا۔ میں نے فون کیا۔ میں نے کہا مبارک ہو آپ کی تین بیعتیں موصول ہوئیں ان میں سے دو عربوں[۱] کی ہیں۔ انہوں نے کہا دو ابھی ہوئیں ہیں آج، وہ اس کے علاوہ ہیں۔ تو جو شکر کرتا ہے لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ (ابراہیم: ۸) کا وعدہ فوراً پورا ہوتے بھی دیکھتا ہے۔

---

[۱] نوٹ:۔ یہ دو عرب نہیں بلکہ سیرالیونیز تھے۔ حضور نے خطبہ جمعہ ۳۰ جنوری ۱۹۸۷ء میں اس کی تصحیح فرمائی تھی۔

ناروے کا وصولی کا بھی ماشاء اللہ بہت اعلیٰ معیار ہے، ستاسی فیصد سے زائد وصولی ہو چکی ہے اور وہاں بھی جو دوست بعد میں گئے ہیں امید ہے جو خاندان گئے ہیں انشاء اللہ جہاں تک میرا علم ہے جو خبریں آرہی ہیں وہ سارے خدا کے فضل سے اخلاص میں جماعت سے وابستگی میں اچھے معیار کے ہیں تو امید ہے یہ وعدہ بھی بڑھے گا اور بقیہ وصولی تو خیر بہت معمولی سی رہ گئی ہے۔

سپین کی چھوٹی سی جماعت ہے لیکن ماشاء اللہ بڑی قربانی کرنے والی اور صف اول کی جماعت ہے۔ وہاں بھی بیاسی فیصد وصولی ہو چکی ہے۔

فرانس کی جماعت بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے ۔ مجھے تعجب ہے کہ اس میں 8.35 صرف وصولی لکھی ہوئی ہے۔ حالانکہ جو مالی رپورٹیں ہیں دوسری ان سے مجھے پتہ ہے کہ بہت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے معلوم ہوتا ہے بس یہ کوئی نظر سے اوجھل ہوگئی ہے بات۔ اور اکثر جماعت تو بنی بعد میں ہے۔ جب وعدے لئے گئے تھے اس وقت تو ایک آدھ آدمی تھا وہاں۔ اب تو خدا کے فضل سے اچھی مضبوط جماعت بن گئی ہے۔ وہاں ان کو فوری توجہ کرنی چاہئے۔ وعدوں کی تجدید بھی کی جائے پھر جو وعدے ہو چکے ہیں ان کی وصولی کوئی زیادہ مشکل کام نہیں ہوگا۔

بیلجیئم بھی بعد میں بڑھنے والی جماعتوں میں سے ہے۔ اس لئے ان کی جو غفلت ہے وہ بھی قابل اعتناء ہے، معافی کے لائق ہے۔

امریکہ پیچھے ہے ابھی۔ 44.93 وعدہ امریکہ کے لئے کوئی بہت قابل فخر بات نہیں ایفائے وعدہ اور تعجب ہے کینیڈا بھی اس میں بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے یہ پرانے وقتوں کی بات ہے یا تو یہ رپورٹ پرانی ہے یا باقی چیزوں کی طرف توجہ رہی ہے، مسجد وغیرہ بنانے اور دیگر چندوں کی طرف تو دو تین سال جو جماعت بیدار ہوئی ہے اس میں اس طرف نظر نہیں پڑی۔ اس لئے ان کی پردہ پوشی کی جائے تو اچھا ہے۔

باقی بہت ساری جماعتیں ہیں جو پردہ پوشی کی مستحق ہیں اور کچھ اس وجہ سے پیچھے رہ گئی ہیں کہ وہاں ہمارے مبلغ یا مضبوط نظام جماعت کا قیام نہیں ہے۔ اب توجہ ہو رہی ہے کہ سب جگہ جماعتی نظام کو مزید تقویت دی جائے۔ امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ صرف اس خطبہ کا وہاں پہنچ جانا ہی کافی ہوگا اور وہ اپنی گزشتہ کوتاہیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جو خاص طور پر ساری دنیا میں سب سے آگے بڑھنے والی جماعت ہے وہ کون سی ہے اور وہ غانا ہے ماشاءاللہ۔ غانا میں 93.63 فیصد وصولی ہوئی ہے جو دنیا کی اور کسی جماعت میں نہیں ہوئی اور خاص خوبی کی بات یہ ہے کہ جتنی غربت گزشتہ دو تین سال میں غانا نے دیکھی ہے، جتنی فاقہ کشی غانا میں پڑی ہے بہت کم ملکوں میں ایسا واقعہ ہوا ہوگا۔ بعض دفعہ ایسے واقعات بھی ہوئے کہ ہمارا مبلغ دروازہ کھٹکنے پر باہر گیا تو جو دروازہ کھٹکانے والا تھا وہ اس کے پہنچتے پہنچتے بھوک سے بے ہوش ہو کر زمین پہ گر پڑا تھا اور بڑی مشکل کے ساتھ مبلغین کو ایسے دردناک حالات میں گزارہ کرنا پڑا ہے کہ بڑا حوصلہ ہے ان کا۔ خود بھی بہت کم ملتا تھا ان کو اس کے باوجود پھر غریبوں کے ساتھ جو کچھ خدا نے ان کو دیا ہے اسے بانٹ کر کھانا بڑی ہمت کی بات ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص میں ایسی برکت ڈالی ہے، ان کو ایسی شجاعت عطا فرمائی ہے کہ ہر سال مالی قربانی میں وہ آگے بڑھتے ہیں پہلے سے اور پتہ نہیں کہاں سے لے کے آتے ہیں، کس طرح خدا ان کو توفیق بخشتا ہے، یہ اسی کے راز ہیں۔ مگر بہر حال جو ملک اقتصادی لحاظ سے دنیا میں سب سے پیچھے رہنے والے ملکوں میں سے تھا۔ جس کے متعلق خطرہ ہو سکتا تھا کہ یہاں چار پانچ فیصد وصولی ہوگی وہ دنیا میں سب سے آگے بڑھ گیا ہے اور اس میں آپ کے لئے ایک تقویت کا مزید پیغام ہے کہ اللہ کی توفیق سے ہی ہوتا ہے جو ہوتا ہے۔ امریکہ جو اقتصادی لحاظ سے سب سے آگے ہے اس کی وصولی 44 فیصد ہے اور غانا جو سب سے پیچھے ہے احمدی ممالک میں اس کی وصولی 93.63 فیصد۔ تو ایں سعادت بزور بازو نیست۔ اللہ کی طرف سے توفیق ملتی ہے تو انسان سرخرو ہوتا ہے نیک کاموں میں اور اپنے وعدوں میں توفیق نہ ملے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اس لئے میں اسی پر اس بات کو ختم کرتا ہوں لیکن ایک اور چھوٹی سی بات کہنے والی ہے، اسی ضمن میں مالی امور سے تعلق رکھنے والی کہ جو فہرست اس وقت میرے سامنے ہے اس کے بعد بہت سے نئے ممالک میں احمدیت پھیلی ہے اور بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں مبلغ نہیں ہیں مگر احمدیت موجود ہے۔ 1989ء سے پہلے جو ہمارا جوبلی کا سال ہوگا انشاءاللہ اس سے پہلے کوشش یہ کرنی چاہئے کہ ہمارے وعدہ دہند ممالک سو ہو جائیں یعنی صرف یہ نہیں کہ وعدہ ہو بلکہ سو ممالک کی طرف سے وعدہ ہو۔ اس لئے جہاں جہاں خلا رہ گئے ہیں انشاءاللہ ہم بڑی محنت کر کے تلاش کریں گے ان کو

اور کوشش کریں گے۔ جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے اب تک اللہ کے فضل سے سو سے زیادہ ممالک میں احمدی موجود ہیں بعض جگہ منظّم نہیں بھی ہیں مگر ہو سکتے ہیں بڑی جلدی۔ اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بات پوری ہو جائے گی۔ مثلاً اٹلی ہے۔ اٹلی ان ممالک میں سے ہے جس کا ذکر کوئی نہیں حالانکہ وہاں خدا کے فضل سے ایسے احمدی موجود ہیں جو وہاں جا کر اٹلی کے باشندے بن گئے اور بعض اٹلی سے باہر احمدیت قبول کر کے احمدیت میں داخل ہوئے وہ خواہ ان ممالک میں بھی ہوں مگر اٹلی کے اندر بھی باہر سے جا کر اٹالین بننے والے موجود ہیں تو اٹلی کا وعدہ تو ہونا چاہئے تھا بہر حال۔ تو یہ کچھ کوتاہی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ بہت مغفرت فرمائے ان کی، ہم سب کی جن سے کوتاہی ہوئی۔

تو تیزی کے ساتھ مال کے شعبے کو ملحوظ رکھنا چاہئے اب کہ جائزہ لے کر نہ صرف یہ سوچیں کہ ایک بھی ملک ایسا نہ رہے جس سے وعدے کے لئے وہ انتظام کرنے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ کس طرح کرنا ہے یہ بھی سوچ کر بعض ممالک کے سپرد کریں۔ بہت سے ممالک ہیں جن کے سپرد دوسرے ممالک میں تبلیغ ہے اور اس طرح ساری دنیا کے حصے بانٹے ہوئے ہیں۔ تو تحریک جدید کے شعبہ کا کام یہ ہے کہ وہ صرف یہ خط نہ لکھ دے کہ جی آپ نے کرنا ہے بلکہ بتائے کہ کس طرح کرنا ہے اور ان کی مدد کرے۔ مثلاً شمالی افریقہ میں چند ممالک ہیں جہاں پہلے احمدیت کا باقاعدہ پودا نہیں لگا تھا اب لگ چکا ہے۔ اس لئے مال کے شعبہ کو تبشیر سے رابطہ کرنا پڑے گا پوچھنا پڑے گا کہ بتائیے وہ کون لوگ ہیں کہ جو نئے احمدی ہوئے ہیں؟ کیا ان کے پتے ہیں؟ کس طرح ان سے بات کرنی ہے؟ اور اگر ذرا سی بھی محنت کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کو کھلا کھلا رستہ دکھائی دینے لگ جائے گا کہ کس طرح ان ممالک کو شامل کرنا ہے۔ تو واقعاتی طور پر کام کو آگے بڑھائیں صرف فرضی طور پر نہ بڑھائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو اور ہمیں توفیق دے کہ جماعت احمدیہ کے پہلے سو سال کا جو جشن ہم نے منانا ہے وہ اس کی رضا کے مطابق منانے والے ہوں۔ اس جشن سے پہلے ہم اپنے وعدوں کو پورا کرنے والے ہوں اور خدا تعالیٰ کی اس شان کی گواہی دینے والے ہوں کہ اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ اے خدا! جس طرح تو اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا، ان کو لازماً پورا کرتا ہے ہم تیرے ادنیٰ اور غلام بندے بھی تجھ سے یہ فن سیکھے ہیں اور تیری شان کو دنیا میں ظاہر کرنے والے ہیں کہ ہم بھی تیری طرف منسوب ہو کر جو وعدے کرتے ہیں ان کو لازماً پورا کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔